میکس وائٹن ڈربور

مترجم: ش م جمیل

بمباری کے بعد

اسٹیڈیم اس وقت تماشائیوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ اسٹیڈیم میں موجود پینسٹھ ہزار تماشائی، سب کے سب کیلیفورنیا کے اس چھوٹے سے شہر سے تعلق نہیں رکھتے تھے انمیں دوسرے شہروں سے آئے ہوئے تماشائی بھی تھے۔ آج کے میچ کی سب سے بڑی کشش فٹبال کا مشہور کھلاڑی کارسن تھا۔

ڈیزائری فلیمنگ اپنی سیٹ پر آگے کی جانب جُھکی ہوئی بڑی محویت کے عالم میں میچ دیکھ رہی تھی۔ مِس فلیمنگ واشنگٹن کے سب سے بڑے اور خفیہ محکمہ کی ایک کارکن تھی۔ اس محکمہ کا کام امریکہ میں غیر ملکی جاسوسوں کا کھوج لگانا تھا۔ صرف وہی نہیں۔ اسٹیڈیم میں موجود تمام تماشائی میچ دیکھنے میں اتنے محو تھے کہ انہیں ان دو عجیب سے جہازوں کی آمد کا علم نہیں ہو سکا جو بہت خطرناک حد تک زمین سے قریب پرواز کر رہے تھے۔ اسٹیڈیم پر آ کر ان جہازوں نے جو نجانے کہاں سے نمودار ہوئے کھیل

کے میدان کا ایک چکر لگایا جیسے وہ غوطہ مار کر کھیل کے میدان میں داخل ہوئے اچانک بیٹھ
ہزار تماشائیوں کی نظریں اوپر اٹھیں اور پھر ان جہازوں پر جم کر رہ گئیں۔ چند لمحوں بعد ان
جہازوں کے پیندوں سے یک بیک بم نکلے اور سیدھے کھیل کے میدان کی طرف گرنے
لگے۔

مس فلیمنگ کو چند لمحوں کے لئے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا۔ چند لمحوں کے لئے گونگ
رہنے کے بعد وہ زور سے چیخی۔ "بم۔" اور پھر بے اختیار وہ اپنے سر کو دونوں ہاتھوں سے
چھپا کر جھک گئی۔

دو زبردست دھماکے ہوئے اور زمین لرز گئی۔ چند لمحوں کے لئے جیسے وقت
رک گیا اور پھر پوری فضا چیخوں سے گونجنے لگی۔

کرنل ایڈورڈ فلیمنگ اس وقت بے چینی سے اپنے کمرے میں ٹہل رہے تھے وہ
ڈیزائری فلیمنگ کے والد تھے اور واشنگٹن کے اسی خفیہ محکمہ سے ان کا تعلق رہا تھا
جس کی ایک رکن اب ان کی لڑکی بھی تھی۔ وہ اب ریٹائر ہو چکے تھے۔ اپنے باپ کے
نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ڈیزائری نے اس محکمہ میں ملازمت کی درخواست دی تھی وہ
ہو بہو اپنے باپ کی طرح تھی۔ بہت سے امتحانات کے بعد ڈیزائری کو منتخب کر لیا گیا
تھا۔ اس کی کئی وجوہات تھیں۔ ایک تو یہ کہ ڈیزائری بےحد پرکشش، ذہین اور
پھرتیلی لڑکی تھی اور دوسری وجہ یہ کہ اس کی فطرت مہم جویانہ تھی اور تیسری وجہ اسکے والد

کرنل ایڈورڈ فلیمنگ تھے جو ریٹائر ہونیکے باوجود اس محکمہ پر اپنا کافی اثر ورسوخ رکھتے تھے۔
ڈیزائری کی ٹریننگ مکمل ہو چکی تھی لیکن اسے ابھی تک باقاعدہ کوئی کام نہیں سونپا گیا تھا۔کیلیفورنیا
کے اس چھوٹے سے پرسکون اور خوبصورت شہر میں نامعلوم جہازوں کی آمد اور بمباری نے
پورے امریکہ میں تہلکہ مچا دیا تھا۔

کرنل ایڈورڈ نے فوراً ہی واشنگٹن میں اپنے سابقہ باس کو ٹیلیفون کیا تھا۔ لیکن
فون پر ملاقات نہ ہو سکی۔ اب وہ بے چینی کے ساتھ اپنے سابقہ باس کے فون کا انتظار
کر رہا تھا جس کے اصلی نام کو ہمیشہ راز میں رکھا جاتا تھا اور عام طور پر ہوبی کے نام سے
پکارا جاتا تھا۔

ریڈیو کا اناؤنسر خبریں سناتے سناتے خاموش ہو گیا۔ پھر اس نے کہا۔
"تازہ ترین اعداد و شمار کے مطابق اسٹیڈیم میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد
ایک سو چورانوے پہنچ گئی ہے۔ زخمی ہونے والوں کی تعداد کئی ہزار ہے۔ پولیس اور سول
ڈیفنس کے رضاکار باوجود کوشش کے شہر میں پھیلی ہوئی افراتفری پر قابو نہیں پا سکے ہیں۔
شہریوں سے درخواست ہے کہ وہ بالکل نہ گھبرائیں اور پرسکون رہیں۔ اب تک بے تحاشہ
گاڑی چلانے کی وجہ سے حادثات کی تعداد ایک ہزار سے اوپر پہنچ گئی ہے۔ شہریوں سے
بار بار درخواست کیجا رہی ہے کہ اس طرح گھبرانے سے آپ نہ صرف اپنی جانوں کو خطرے
میں ڈال رہے ہیں بلکہ دوسروں کے لئے بھی خطرے کا باعث بن رہے ہیں۔ پولیس بھی امن
بحال کرنے میں ناکام ہو رہی ہے۔ خواتین و حضرات اب آپ کے سامنے شہر کے میئر
سانفورڈ آ رہے ہیں۔ وہ آپ سے اہم موضوع ......"

کرنل ایڈورڈ نے غصے سے ریڈیو بند کر دیا۔

"بھنگ پی رکھی ہے سالوں نے۔" کرنل نے چلّا کر کہا۔ "اتنے مر گئے۔ اتنے زخمی ہو گئے۔ یہ نہیں بتاتے کہ اور کس کس شہر پر بمباری ہوئی ہے۔ کیا تیسری جنگ چھڑ گئی ہے؟ کیا یہ طیارے روس کے تھے۔؟"

"ڈیڈی۔" ڈیزائری نے کہا۔ "آپ خود سوچیں ڈیڈی۔ ایسی خبریں دینے سے فائدہ؟ لوگوں میں خوف وہراس اور بڑھے گا۔"

ٹھیک اسی وقت ٹیلیفون کی گھنٹی بجی۔ کرنل نے لپک کر ریسیور اٹھایا۔ دوسری جانب سے ہولی بول رہا تھا۔

"ایڈورڈ تم ٹھیک ہو؟ اور ڈیزائری کیسی ہے؟"

"سب ٹھیک ہے ہولی۔" کرنل نے چلّاتے ہوئے کہا۔ "یہ کیا ہو رہا ہے؟ کیا تیسری جنگ شروع ہو گئی ہے؟ کیا دشمن نے حملہ کر دیا ہے۔؟"

"محکمہ دفاع کا جواب انکار میں ہے۔"

"کسی اور شہر پر بمباری ہوئی ہے؟" کرنل نے بیتابی سے پوچھا۔

"نہیں۔"

"نہیں!" کرنل نے حیرت سے کہا۔ "تو یہ کیا ہو رہا ہے۔؟"

"پتا نہیں۔ واشنگٹن میں کھلبلی مچی ہوئی ہے۔ ہمارے راڈر خاموش ہیں۔ ہمارا مضبوط دفاعی نظام خاموش ہے۔ کوئی ہوائی جہاز۔ کوئی میزائل۔ کوئی اڑنے والی چیز باہر سے امریکہ میں داخل نہیں ہوئی ہے۔"

"کیا کہہ رہے ہو ہولی؟" کرنل نے چلّا کر کہا۔ "یہاں کئی سو آدمی مر چکے ہیں۔ اس شہر پر بمباری ہوئی ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ...."

"ایئرفورس کو تمہارے شہر کے دفاع کا حکم دیدیا گیا ہے۔ بہت جلد وہ لوگ تمہارے شہر کی پیٹرولنگ شروع کرنے والے ہیں۔ عام حالات کیا ہیں؟"

"لوگوں میں سخت خوف وہراس پھیلا ہوا ہے۔ آدھا شہر خالی ہو چکا ہے۔ ایک بم اور پڑ جائے تو دوائی کے لئے یہاں آدمی نہیں ملے گا۔"

"فکر کی بات نہیں۔ نیشنل گارڈ طلب کر لیئے گئے ہیں۔ فوج کا ایک پورا ڈویژن حرکت میں آچکا ہے۔"

"ہم ریڈیو پر سن چکے ہیں۔"

"میں پوری ایک ٹیم کے ساتھ آرہا ہوں۔"

"کیوں؟" کرنل نے پوچھا۔ "تمہارا اس معاملے سے کیا تعلق؟"

"بات یہ ہے ایڈورڈ۔ اب تک ہمیں جو معلومات حاصل ہوئی ہیں ان کی روشنی میں ہم ایک نتیجے پر پہنچے ہیں۔ یہ بات یقینی ہے کہ حملہ کرنے والے جہاز امریکہ کی فضا میں باہر سے داخل نہیں ہوئے وہ امریکہ کے اندر ہی سے کہیں سے آئے تھے اور تمہارے شہر کے کسی قریبی علاقے سے۔ لیکن جو لوگ اس حرکت کے ذمہ دار ہیں انکے بارے میں ہمارا خیال ہے کہ وہ امریکی شہری نہیں ہیں۔ وہ لوگ باہر سے آتے ہوئے ہیں۔ ابھی ہمیں پورا یقین نہیں ہے۔ لیکن صورتحال ایسی ہی نظر آتی ہے۔ اگر وہ لوگ واقعی باہر سے آتے ہیں تو یہ ہمارے محکمے کا معاملہ ہے۔"

"ٹھیک ہے ہولی۔ میرا مکان حاضر ہے۔ تمہارا ہیڈ کوارٹر یہی رہو گا۔"

"شکریہ ایڈورڈ۔ اس کے علاوہ ہمیں ڈیبزائری کی ضرورت پڑے گی۔ اسکی ٹریننگ مکمل ہو چکی ہے۔ اب اس کی عملی صلاحیتوں کا بھی علم ہو جائے گا۔ ذرا

ڈیزائری کو فون دو۔"

کرنل ایڈورڈ نے ریسیور ڈیزائری کی طرف بڑھادیا۔

"ڈیزائری چیف ۔" ڈیزائری نے فوجی انداز میں کہا۔

"اپنے پہلے کام کے لئے تیار ہو ڈیزائری ۔؟"

"بالکل چیف ۔ میں اس وقت اسٹیڈیم میں تھی ۔ میں نے ان جہازوں کو دیکھا تھا وہ تعداد میں دو تھے ۔ اتنے چھوٹے جیسے ٹریننگ کے لئے ماڈل طیارے استعمال کئے جاتے ہیں ۔ دونوں جہازوں نے ایک ایک بم گرایا تھا۔"

"ٹھیک ہے ڈیزائری ۔ جو کچھ تمہیں یاد آسکے اسے لکھ لو۔ معمولی سے معمولی تفصیل بھی ۔ میں چند گھنٹے بعد تم سے خود وہ رپورٹ لونگا۔"

"اسکے بعد چیف ان جہازوں میں ایک عجیب بات تھی ۔ وہ عام طیارے نہیں تھے وہ بمبار طیارے بھی نہیں تھے نہ لڑاکا طیارے ۔ کم از کم ہم امریکہ والوں کے لئے وہ بالکل نئی چیز تھی ۔ بہت چھوٹے ۔ بیحد مختصر ۔"

"ٹھیک ہے ڈیزائری ۔ اور جو کچھ تمہیں یاد آسکے تم نوٹ کر لو ۔ میں دس بجے تمہارے پاس ہونگا ۔ باہر ایئر فورس کا ایک طیارہ ہمیں لے جانے کے لئے کھڑا ہے ۔ میرے ساتھ تین آدمی اور آرہے ہیں ۔ تفصیل سے گفتگو بعد میں ہوگی ۔ اچھا خدا حافظ ۔"

ڈیزائری نے ریسیور رکھدیا۔ اس کا چہرہ اندرونی جوش سے دمک رہا تھا۔ اب وہ عملی میدان میں آرہی تھی اب وہ اپنے باپ کیطرح ایک جاسوس بنگئی تھی ۔ ایک امریکی سیکرٹ ایجنٹ ۔

اندھیرا ہو چکا تھا۔ پورا شہر برقی قمقموں کی وجہ سے جگ مگ جگ مگ کر رہا تھا
ڈیزائری نے کھڑکی سے باہر شہر کو دیکھا۔ کئی گھنٹوں سے امریکی فضائیہ کے لڑاکا طیارے
شہر کی فضاؤں کا گشت کر رہے تھے۔

ڈیزائری نے اپنی رپورٹ مکمل کر لی تھی۔

وہ کھڑکی سے ہٹ کر آئینے کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ اسے یہ دیکھکر بہت اطمینان
ہوا کہ وہ اب بچی نظر نہیں آتی۔ اسے فیشن اور بھڑکدار لباس سے چڑ تھی۔ وہ سادہ
اور آرام وہ لباس پسند کرتی تھی۔ اسی طرح وہ بالوں کو بھی سیدھے سادے طریقے
پر باندھتی تھی۔ وہ بہت خوبصورت تو نہیں تھی لیکن قبول صورت اور صحت مند
لڑکی تھی۔ درمیانہ قد۔ نہ موٹی نہ دبلی۔ پھرتیلی اور ذہین۔

اس نے کان لگا کر دوسرے کمرے سے آنے والی ریڈیو اور ٹیلیویژن کی آوازوں
کو سُنا۔ دونوں کی آوازیں اور پروگرام یکساں تھے۔ بعد کی خبروں میں بتایا گیا تھا، کہ
اسٹیڈیم میں ہلاک ہونیوالوں کی تعداد دو سو ستر تک پہنچ گئی ہے انمیں سے صرف چوبیس افراد
براہِ راست بم پھٹنے سے ہلاک ہوئے تھے اور باقی لوگ ہجوم میں کچلے جانے سے مرے
تھے۔ ریڈیو اور ٹی وی سے بار بار یہ اعلان کیا جا رہا تھا کہ ایئر فورس اور نیوی حرکت
میں آچکی ہیں۔ ایئر فورس نے پورے شہر کو اپنی حفاظت میں لے لیا ہے اس لئے اب
کسی مزید حملے کا امکان صفر کے برابر ہے اور اب شہری پُرسکون ہو جائیں۔ نیشنل گارڈ
تیزی سے شہر روانہ کئے جا رہے ہیں۔ وہ شہر کے چاروں طرف پڑاؤ ڈالیں گے۔

ڈیزائری ان اعلانات کو غور سے سُن رہی تھی کہ ۔

ایک زبردست دھماکے سے پورا شہر لرز گیا۔ ڈیزائری نے بم پھٹنے سے پیدا ہونے والی روشنی کی جھلک آسمان پر دیکھی ۔۔ وہ بے اختیار غوطہ مار گئی ۔ اور پھر اچانک پورا شہر تاریکی میں ڈوب گیا۔ جب وہ کمرے سے باہر نکلی تو کرنل ایڈورڈ کو اندھیرے میں امریکی فضائیہ کو کوستے ہوئے پایا۔ انہوں نے ڈیزائری کا ہاتھ پکڑا اور مکان سے باہر بھاگے۔

" باہر بھاگو ڈیزی ۔۔" کرنل نے چلّا کر کہا۔ " باہر۔ "

مکان سے باہر نکلتے ہی انہیں دوسرے لوگوں کا احساس ہوا ۔ لوگ بُری طرح اپنے مکانوں سے نکل رہے تھے۔ چند منٹ بعد پورا علاقہ موٹروں کے انجنوں اور ہارن کی آوازوں سے گونجنے لگا۔ سڑکوں پر بیشمار ہیڈلائٹس ناچنے لگیں۔ لوگ چیخ رہے تھے۔ چلا رہے تھے۔ بچّے رو رہے تھے۔ عورتیں خوفزدہ تھیں۔ چند منٹ کے اندر اندر سڑک پر موٹروں کے ٹائروں کی آوازیں چیخنے لگیں ۔۔ لوگ پاگلوں کی طرح جلد از جلد شہر سے نکل جانا چاہتے تھے۔

" تم ٹھیک ہو ڈیزی ؟ " کرنل نے بڑی محبت سے پوچھا۔

" ہاں ڈیڈی ۔" ڈیزائری نے بیحد پرسکون لہجے میں جواب دیا۔

" میرا خیال ہے اس مرتبہ انہوں نے بجلی گھر اڑا دیا ہے۔ " کرنل نے کہا۔

" لوگ پاگل ہو گئے ہیں ۔۔ یہ کیا ؟ یہ کیسی بو ہے ڈیڈی ؟ "

" اوہ ۔۔ اس مرتبہ معلوم ہوتا ہے انہوں نے شہر پر دھوئیں کے بم مارے ہیں۔ ڈیری تمہارا ٹرانسسٹر کہاں ہے ۔؟ "

"ابھی لائی ڈیڈی۔" ڈیزائری نے کہا اور اس سے پہلے کہ کرنل اسے روکتے۔ وہ چھلاوے کی طرح مکان میں داخل ہو کر غائب ہو گئی۔ چند لمحوں بعد وہ کرنل ایڈورڈ کے پاس بیٹھی تھی اور کرنل بے چینی سے ریڈیو کی سوئی گھما رہے تھے۔ ہر اسٹیشن پر موسیقی کی آوازیں آرہی تھیں۔ موسیقی کی آوازیں سن کر کرنل کا خون کھول رہا تھا۔ وہ دبی دبی آواز میں ریڈیو والوں کی نااہلیت پر صلواتیں سنا رہے تھے۔ ڈیزائری غور سے آسمان کو دیکھ رہی تھی، جہاں اب بھی امریکی فضائیہ کے لڑاکا طیارے پاگلوں کی طرح گشت کر رہے تھے۔

"کیوں ڈیڈی؟" ڈیزائری نے بڑبڑاتے ہوئے کہا "آخر اس شہر پر بمباری کیوں ہو رہی ہے؟ آخر بمباری کرنیوالے جہاز کہاں سے آرہے ہیں ڈیڈی؟ کیا ابھی اس شہر پر اور بمباری ہوگی۔؟"

کرنل ایڈورڈ بیتابی سے ریڈیو کی سوئی گھما رہے تھے۔ پھر جیسے ہی انہوں نے ایک زبردست دھماکے کی آواز سنی وہ ریڈیو چھوڑ کر پھرتی سے زمین پر لیٹ گئے۔ ڈیزائری اُن سے پہلے ہی زمین پر لیٹ چکی تھی۔ جیسے ہی دھماکے کی گونج ختم ہوئی انہوں نے ریڈیو پر اناؤنسر کی آواز سنی۔

"تازہ ترین خبریں سنئے" اناؤنسر نے کہا اور پھر وہ انکے شہر پر ہونے والی دوسری بمباری کے متعلق خبریں سنانے لگا جو نامکمل تھیں۔ آہستہ آہستہ خبریں زیادہ واضح اور معلوماتی ہونے لگیں۔ ریڈیو کے مطابق شہر پر دوبارہ بمباری ہوئی تھی۔ شہر کے بجلی گھر کو کافی نقصان پہنچا تھا۔ شہر میں سخت خوف و ہراس کا عالم طاری تھا۔ لوگ شہر چھوڑ کر افراتفری کے عالم میں بھاگ رہے تھے۔ شہر کی سڑکوں اور ہائی وے پر ٹریفک کی زیادتی کی وجہ سے راستے بند ہو گئے تھے۔ شہر میں موجود تجارتی اداروں اور بینکوں کو لوٹا جا رہا تھا۔

خیال یہ کیا جا رہا تھا کہ اس لوٹ میں بے شمار ایسے لوگ بھی شامل ہیں جو ان تجارتی اداروں میں ملازم ہیں۔ انہیں چوکیدار بھی شامل تھے۔ پولیس بے بس تماشائی بنی ہوئی تھی۔

گیارہ بجنے میں دس منٹ تھے جب واشنگٹن سے ہوبی کرنل ایڈورڈ کے مکان پر پہنچا۔ دونوں نے گرمجوشی سے مصافحہ کیا۔

"میں نے گاڑی ایئر پورٹ کے منیجر سے اُدھار لی ہے۔" ہوبی نے کہا۔

"ہاں وہ مجھے جانتا ہے۔" کرنل نے جواب دیا۔

"راستے میں ہم بجلی گھر پر رُکے تھے۔ بجلی گھر کے ایک حصّے کو کافی نقصان پہنچا ہے لیکن وہاں چیف انجینئر نے ہمیں بتایا کہ دس پندرہ منٹ بعد شہر میں بجلی کی فراہمی جاری کر دی جائیگی۔ پورا شہر سنسان نظر آتا ہے۔"

"پتا نہیں لوگ ایکدم کہاں چلے جاتے ہیں۔" کرنل نے کہا۔

ڈیزائری کی ساری توجہ ان تین سایوں پر تھی جو کرنل اور ہوبی کے گرد خاموش کھڑے تھے۔ وہ ان سایوں کی شکلیں نہیں دیکھ سکتی تھی کیونکہ کھلے آسمان کے نیچے ہونے کے باوجود وہاں بہت تاریکی تھی۔ وہ ہوبی سے اچھی طرح واقف تھی۔ وہ دبلا پتلا اور پستہ قد تھا۔ اسکے سر کے بال بگلے کی طرح سفید تھے جو اس وقت بھی چمک رہے تھے۔ اس کا چہرہ کچھ اس قسم کا تھا جیسا کہ واشنگٹن کے بیشتر سیاست دانوں کا ہوتا ہے۔ وہ تینوں باس سے لمبے تھے۔ سب کے سب طویل قامت۔ سب نے سفید قمیض اور سیاہ رنگ کے سوٹ پہنے

ہوئے تھے۔ کسی نے بھی ہیٹ نہیں لگایا ہوا تھا اور وہ سب عمر کے اعتبار سے جوان ہی نظر آتے تھے۔

اچانک بجلی آگئی۔ وہ سب مکان میں داخل ہوگئے۔ ان تینوں اجنبیوں کے بارے میں ڈیزائری کے اندازے درست ثابت ہوئے۔ وہ تینوں نوجوان تھے اور شکل سے کسی یونیورسٹی کے طالبعلم نظر آتے تھے۔ انمیں سے دو بڑی محویت کے عالم میں اپنے چیف کی گفتگو سن رہے تھے انکے نام جیکسن اور فریزر تھے۔ وہ لکڑی کے مہروں کی طرح نظر آتے تھے۔ تیسرے کا نام کریور تھا۔ وہ ماحول سے لاپرواہ نظر آتا تھا۔ اس میں بلا کی خود اعتمادی تھی۔ وہ بہت پرکشش تھا اور اسے معلوم تھا کہ عورتیں اس میں کشش محسوس کرتی ہیں۔

"اچھا ڈیزی۔" چیف نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اب تم اپنی رپورٹ سناؤ۔ ہمیں بہت کام کرنے ہیں۔"

ڈیزائری بیس منٹ تک بولتی رہی۔ جب وہ خاموش ہوگئی تو چیف نے اس سے پوچھا۔

"کیا تمہیں پورا یقین ہے کہ جہاز مغرب کی طرف سے آئے تھے ڈیزی۔؟"

"ہاں ایسا ہی معلوم ہوتا تھا جیسے وہ غروب ہوتے سورج میں سے نکلے ہوں۔"

"بم گرانے کے بعد ان جہازوں کا کیا ہوا۔؟"

"مجھے معلوم نہیں۔"

"ہمیں اطلاع ملی ہے کہ بم گرانے کے بعد وہ جہاز فضا میں خود بخود تباہ ہوگئے تھے۔" چیف نے کہا۔

"ہو سکتا ہے۔ مجھے معلوم نہیں۔"

"آج کے دوسرے حملے میں چار جہاز شامل تھے۔" چیف نے کرنل سے کہا۔ "ایئرفورس کی اطلاعات کے مطابق تین جہازوں نے شہر پر دھوئیں کے بم گرائے اور چوتھے جہاز نے بجلی گھر پر بارودی بم گرایا۔"

"دھوئیں کے بم کیوں؟" کرنل نے پوچھا۔

"اس کی بھی کوئی وجہ ہوگی۔ کاش ہمیں معلوم ہوتا۔"

"ہونی۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ اس معاملے میں کوئی غیر ملکی طاقت۔"

"ہمیں پورا یقین ہے کرنل۔ کوئی جہاز باہر سے امریکہ کی سرحدوں میں داخل نہیں ہوا۔"

"کیا ہماری سرزمین میں کوئی پاگل سائنسدان پیدا ہوگیا ہے۔؟" کرنل نے کہا۔

"اسکے امکانات ہیں۔ لیکن اس پر صبح بحث ہوگی۔ ہم لوگ بہت تھکے ہوئے ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔" کرنل نے کہا اور پھر ڈیزائری کو اپنی خواب گاہ میں جانے کا اشارہ کیا۔ ڈیزائری کو بہت غصہ آیا۔ سب لوگوں نے اسکے وجود کو اس طرح نظر انداز کردیا تھا جیسے وہ ننھی سی بچّی ہو۔

کیوں؟ کیا اب وہ سیکرٹ ایجنٹ نہیں ہے؟ کیا وہ دوسرے ایجنٹوں سے کسی طرح کم ہے؟ وہ اسی طرح غصّے میں کھولتی ہوئی اپنی خواب گاہ میں داخل ہوگئی۔ اس نے شب خوابی کا لباس تبدیل کیا اور اپنے بستر پر بیٹھ گئی۔ نیند اس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ وہ اپنی خواب گاہ کے دروازے سے کان لگا کر چیف اور تینوں اجنبیوں کے درمیان ہونے والی گفتگو سننے کی کوشش کرنے لگی۔ اس کی سمجھ میں کوئی لفظ نہیں

آرہا تھا۔ ڈیزائری نے فوراً اپنا سوٹ کیس کھولکر اس کی ایک پوشیدہ جیب میں سے مصنوعی موتیوں
کا ایک ہار نکالا۔ وہ ہار دراصل آوازیں سننے کا ایک خفیہ آلہ تھا جو ڈیزائری کو ہر سیکرٹ
ایجنٹ کی طرح دوسرے خفیہ آلات کے ساتھ ٹریننگ مکمل کرنے پر ملا تھا۔ اس نے
ایک موتی کو دروازے کے ساتھ لگایا اور دوسرا موتی کان کے اندر گھسا لیا۔ اب وہ
گفتگو کا ایک ایک لفظ سن سکتی تھی۔

"لڑکی ابھی بہت چھوٹی ہے۔" کسی نے کہا۔ "میں اس مہم میں اسے شریک کرنے
کا مخالف ہوں۔"

"لیکن وہ بالکل کرنل کی طرح ہے۔ ہمیں اس کی فکر نہیں کرنی چاہیئے۔ مجھے اُمید ہے
کہ کچھ تجربہ حاصل ہونے کے بعد وہ ہمارے لئے بہت کارآمد ثابت ہوگی۔" ہولی کی آواز
آئی۔

"لیکن میں کسی خطرناک موقع پر اس کی موجودگی کو شدت سے محسوس کروں گا۔ ہم
لوگوں کا کام ایسا ہوتا ہے کہ ہمیں اپنی جان بچانی مشکل ہوتی ہے اس وقت اس کی جان
بچانے کا مسئلہ بھی درپیش ہوگا۔"

اچانک ڈیزائری نے خود کو اس کمرے میں کھڑا پایا۔ ان الفاظ نے اسکے تن بدن
میں آگ لگا دی تھی اور وہ غصّے سے دندناتی ہوئی اندر داخل ہوگئی تھی۔ وہ اپنے پر اعتراض
کرنے والے کی آواز پہچان گئی تھی۔ وہ فرنیز تھا۔

"کھڑے ہو جاؤ۔" ڈیزائری نے تحکمانہ لہجے میں فرنیز سے کہا۔

فرنیز حیران پریشان لیکن محتاط انداز میں کرسی پر سے کھڑا ہوگیا۔

ڈیزائری نے پھرتی سے آگے بڑھ کر فرنیز کے پیٹ میں ایک زبردست گھونسا

مارا۔ جب فرنیز درد کی شدت سے آگے کی طرف جھکا تو ڈیزائری کو بڑا سکون ملا۔ اس نے آگے بڑھ کر اس کی کلائی پکڑ کر موڑی اور پھرتی سے دھوبی پاٹ مارا۔ فرنیز فضا میں قلا بازی کھاتا ہوا فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ کمرے میں موجود تمام لوگ اسکی پھرتی پر دنگ تھے۔

"مسٹر فرنیز" ڈیزائری نے سرد لہجے میں کہا۔ "اب آپ کی سمجھ میں آ گیا ہوگا کہ میں بچی نہیں ہوں۔"

یہ کہکر وہ باوقار انداز میں سر اونچا کئے اپنی خوابگاہ میں داخل ہو گئی۔ دروازہ بند کرنے سے پیشتر اسے بے تحاشہ قہقہوں کی آوازیں سنائی دیں جن میں فرنیز کی شرمندہ شرمندہ سی آواز بھی شامل تھی۔ سب سے بلند قہقہہ کریور کا تھا۔ وہی خوبصورت لاپرواہ نوجوان جس نے ایک ہی نظر میں اسے سمجھ لیا تھا۔ وہ خود بھی بے اختیار مسکرا دی۔

دوسری صبح نیشنل گارڈز نے پورے شہر کو محاصرے میں لینے کے بعد اس شہر پر مارشل لاء کے نفاذ کا اعلان کر دیا۔ دوسری صبح بہت خوشگوار تھی۔ شہر میں باہر سے کسی کو اندر جانے کی اجازت نہیں تھی سوائے اعلیٰ حکام کے جن میں وزارتِ دفاع کے سکریٹری محکمہ جنگ (پنٹاگون) کے ماہرین کا پورا ایک دستہ اور یونیورسٹی کا ایک پروفیسر ڈاکٹر ہیوگو شامل تھے جنہیں فضائی جنگ کے معاملات پر اتھارٹی مانا جاتا تھا۔ وہ ان دنوں یونیورسٹی سے چھٹی پر تھے اور تعطیلات شہر سے باہر جھیل پر گزار رہے تھے۔

دوپہر کے وقت مکان پر صرف ڈیزائری، کرنل اور کریور موجود تھے۔

"یہ ہوبی آخر کہاں چلا گیا۔ صبح سے غائب ہے۔ کچھ پتا نہیں کیا ہو رہا ہے۔" کرنل نے بگڑتے ہوئے کہا۔

"صبر ڈیڈی۔" ڈیزائری نے کہا۔

"شاید میں آپکے کچھ سوالوں کا جواب دے سکوں۔" کریور نے کہا۔ پھر وہ انہیں تفصیل سے صبح سے دوپہر تک کے واقعات بتانے لگا۔ اسکے مطابق صبح کی تفتیش سے یہ بات ثابت ہو گئی تھی کہ شہر پر حملہ باہر سے کیا گیا تھا لیکن جہاں سے وہ حملے کئے گئے تھے وہ جگہ شہر کے بہت نزدیک تھی۔ حملے کے لئے جن جہازوں کو استعمال کیا گیا تھا وہ تجرباتی قسم کے تھے جنہیں نیچے سے ریڈیو کے ذریعے کنٹرول کیا جاتا ہے اور جن میں کوئی پائلیٹ نہیں ہوتا۔ انہیں نیچے ہی سے بٹن دبا کر فضا میں تباہ کیا جا سکتا ہے۔ اور ایسا کیا گیا تھا۔ وہ جہاز ماڈل جہازوں سے ذرا بڑے تھے اور خصوصی طور پر اس کام کے لئے بنائے گئے تھے ان کے ڈھانچوں کو دیکھکر اس بات کی تصدیق ہو گئی تھی کہ انہیں فضا میں خودکار طریقے سے تباہ کر دیا گیا ہے۔

"اور بم۔ بموں کے بارے میں کیا معلوم ہوا۔؟" کرنل نے سوال کیا۔

"ہمیں تلاش کے باوجود بموں کے ٹکڑے نہیں مل سکے لیکن ہم نے فرض کر لیا ہے کہ جہازوں کی طرح انہیں بھی مخصوص ڈیزائن اور مخصوص ضرورت کے لئے خاص طور پر بنایا گیا ہوگا۔"

"میری سمجھ میں صرف ایک بات نہیں آتی کہ آخر بمباری کے لئے اس شہر ہی کو کیوں منتخب کیا گیا؟ آخر کیوں؟"

"اس سلسلے میں یقین سے کچھ نہیں کہا جا سکتا جناب۔ صرف قیاس آرائیاں ہی

کی جا سکتی ہیں۔" گریور نے کہا۔ "کل شام کو اسٹیڈیم پر جو دو بم گرائے گئے تھے ان کا ایک مقصد تو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ لوگوں میں خوف وہراس پیدا کیا جائے۔ اس وقت اسٹیڈیم میں پچاس ہزار شائقین موجود تھے جن میں بڑی تعداد ایسے لوگوں کی تھی جو باہر سے وہ میچ دیکھنے آئے تھے۔ اِسطرح وہ لوگ خوف و دہشت کے عنصر اپنے ساتھ اپنے شہروں میں بھی لے گئے۔ جو لوگ یہاں کے رہنے والے تھے وہ فوراً اپنے گھروں کو واپس آ گئے لیکن وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ اس شہر میں رہنا خطرے سے خالی نہیں اور آدھا شہر رات ہونے سے پیشتر ہی خالی ہو گیا۔ پھر رات ہو گئی اور شہر پر چار جہازوں نے حملہ کیا لیکن انمیں سے صرف ایک جہاز میں ایسا بم تھا جو جان و مال کو نقصان پہنچا سکتا تھا۔ وہ بم بجلی گھر پر گرایا گیا۔ اس طرح پورا شہر تاریکی میں ڈوب گیا اور شہر میں مزید خوف وہراس پھیل گیا۔ باقی تین جہازوں میں دھوئیں کے بم تھے۔ ان کا مقصد صرف اور صرف شہر میں خوف اور افراتفری پیدا کرنا تھا۔ ان تین دھوئیں کے بموں کا یہ اثر ہوا کہ آدھے گھنٹے کے اندر اندر پورا شہر ہائی وے پر نکل آیا۔"

"لیکن کیوں؟ آخر اس سے انہیں فائدہ؟" کرنل نے پوچھا۔

اسی وقت کرنل کے مکان میں چار آدمی داخل ہوئے۔ چیف کے علاوہ دو سیکرٹ ایجنٹ جیکسن اور فریزر تھے اور چوتھا آدمی پروفیسر میوگو تھا۔ وہ دروازے میں رک گیا ڈیزائری نے فوراً اپنی کرسی چھوڑ دی اور پروفیسر کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ پروفیسر کرسی پر بیٹھ گیا اور جیب سے رومال نکالکر بھنویں خشک کیں۔ وہ کبھی کسی کی طرف نہیں دیکھتا تھا اسکی آنکھیں ہر وقت گردش میں رہتی تھیں، جیسے وہ کلاس روم میں اپنے شاگردوں کی سختی سے نگرانی کر رہا ہو کہ کہیں کوئی شاگرد شرارت تو نہیں کر رہا۔

"ڈیزی، پروفیسر صاحب کو چائے پلاؤ۔" چیف نے کہا "آج ان کی وجہ سے ہمیں بہت آسانی رہی۔ جو باتیں انہوں نے جہازوں کے ٹکڑے دیکھ کر فوراً بتلا دیں انہیں معلوم کرنے میں ہمیں شاید کئی روز لگ جاتے۔"

"ہاں۔ ہمیں کریور کی زبانی معلوم ہو گیا ہے۔" کرنل نے کہا۔

"پروفیسر صاحب نے حالات دیکھ کر جو نتائج اخذ کئے وہ اتنے اطمینان بخش تھے کہ وزارتِ دفاع کے سیکریٹری اور پینٹاگون کا اسٹاف مطمئن ہو کر واپس واشنگٹن چلا گیا۔ یہ اچھا ہی ہوا۔ اب انہیں یقین ہو گیا ہے کہ ہم پر کسی غیر ملکی طاقت نے حملہ نہیں کیا"

"میرا خیال ہے کہ اس بارے میں پہلے ہی فیصلہ ہو چکا تھا کہ یہ کام کسی غیر ملکی طاقت کا نہیں ہے۔" کرنل نے اعتراض کیا۔

"بیشک۔" چیف نے کہا۔ "تمہیں معلوم ہے کرنل۔ وفاع کے آدمی اوپری دل سے تو یہی کہتے تھے لیکن خود انہیں بھی یقین نہیں تھا بہر حال اب انہیں اطمینان ہو چکا ہے۔"

"لیکن ہوبی۔ آخر اس سارے بکھیڑے کا مقصد کیا ہے؟" کرنل نے اُلجھتے ہوئے کہا۔

"خدا جانے۔ میں خود یہی سوچ رہا ہوں۔"

"بڑے پیمانے پر ڈاکہ زنی۔" پیچھے سے ڈیزائری نے جواب دیا۔

ڈیزائری کے یہ الفاظ کمرے میں موجود تمام لوگوں پر بموں کی طرح گرے۔ سب لوگ سناٹے کے عالم میں رہ گئے۔ انکے ذہن تیزی سے اِس امکان پر غور کرنے لگے۔ پھر سب نے ڈیزاری کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ وہ وضاحت طلب نظروں سے اُسے دیکھ رہے تھے۔

"میرا مطلب یہ تھا۔" ڈیزائری نے جلدی سے کہا۔ "کہ کسی شہر کو لوٹنے کا اس سے بہتر طریقہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ پہلے شہر کو خوف و ہراس کے ذریعے خالی کروالو اور پھر اطمینان سے پورے شہر کو لوٹ لو۔ یہ صرف میرا خیال ہے۔ اس امکان پر بھی غور کیا جا سکتا ہے۔"

"تین بم دہشت پھیلانے کے لئے۔" کرنل نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔ "تین دھوئیں کے بم تاکہ شہر لوٹنے کے واقعے پر پردہ ڈالا جا سکے۔"

پھر ہر شخص اس امکان پر حسبِ توفیق روشنی ڈالنے لگا۔ تمام معلومات جمع ہونے کے بعد جو نتیجہ نکلا وہ یہ تھا۔

"شہر کے دونوں بینک اور قرضے دینے کی کارپوریشن بالکل صاف کی جا چکی ہے۔" چیف نے کہا۔

"میں شہر میں جس تجارتی دفتر میں گیا اسے تہس نہس پایا۔ کئی جگہ تو میں نے دیکھا کہ پوری پوری تجوریوں کو اٹھا لیا گیا ہے۔" کریور نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ڈیزیری نے اس اہم سوال کا بالکل ٹھیک جواب پیش کیا ہے۔" کرنل نے فخریہ نظروں سے اپنی بیٹی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"میری سمجھ میں ایک بات نہیں آتی۔" ڈیزائری نے کہا۔ "اگر ان لوگوں کا یہی مقصد تھا تو اسکے لئے انہوں نے ہمارے شہر کو کیوں منتخب کیا۔؟ اس کام کے لئے دوسرے شہر زیادہ مناسب تھے مثلاً لاس ویگاس۔ لاس ویگاس کو دنیا کا سب سے بڑا جوا خانہ کہا جاتا ہے اور جتنی دولت ایک رات میں وہاں ہاری جاتی ہے اتنی ہمارے پورے شہر میں بھی نہیں ہوگی۔"

کمرے میں پھر خاموشی چھا گئی۔ سب لوگ اس سوال کا جواب ڈھونڈنے لگے۔ کچھ دیر بعد کرنل نے کہا۔

"اگر ان جہازوں کو ریڈیو سے کنٹرول کیا جاتا تھا تو انہیں زیادہ دور سے نہیں اُڑایا گیا ہوگا۔ کیونکہ ریڈیو کے ذریعے زیادہ فاصلے سے جہازوں کو کنٹرول نہیں کیا جا سکتا۔ اسلئے ہولی۔ تم فوراً اس جگہ کا پتا لگاؤ جہاں سے ان جہازوں کو بھیجا گیا تھا۔ تب ہی صحیح صورتحال کا علم ہو سکے گا۔"

"ٹھیک ہے۔" چیف نے کھڑے ہو کر کہا۔ "ڈیزائری کا کہنا ہے کہ وہ جہاز مغرب سے آئے تھے۔ رات کو ایئر فورس نے بھی یہی اطلاع دی تھی کہ چاروں جہاز مغرب سے مشرق کی سمت سفر کر رہے تھے۔ جیکسن تم اور فریزر دونوں ایک ٹیم بنا کر روانہ ہو جاؤ اور کریور تم اور ڈیزائری دونوں ایک ساتھ روانہ ہو جاؤ۔ تم لوگوں کو اس شہر کے مغربی علاقے کا کونہ کونہ دیکھنا ہے۔ شہر کے اندر کا علاقہ اور شہر کے باہر کا دس میل تک کا علاقہ۔ اور پروفیسر صاحب آپ میرے ساتھ آئیں میں نیشنل گارڈ کے کچھ لوگ اس کام پر لگانا چاہتا ہوں۔"

"کیا۔ کیا اب میری کوئی ضرورت ہے؟ میں آج کل تعطیلات پر ہوں" پروفیسر نے جھجکتے ہوئے کہا۔

ہولی نے چند لمحے غور سے پروفیسر کو دیکھا۔ پھر اس نے خشک لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے پروفیسر۔ اب آپکی ہمیں ضرورت نہیں ہے۔ آپکی مدد کا میں بیحد مشکور ہوں۔"

پروفیسر معذرت طلب کرتا ہوا مکان سے باہر نکل گیا۔

"چیف۔ اب اسمیں ہماری دلچسپی کا کیا سوال ہے۔ یہ پولیس کا معاملہ ہے۔ یہ کام ہمارے محکمے کا نہیں ہے کہ ہم چوروں اور ڈاکوؤں کو پکڑتے پھریں۔" جیکسن نے اعتراض کیا۔

"جس شخص نے یہ منصوبہ تیار کیا ہے۔" چیف نے کہا۔ "وہ شخص پورے امریکہ کو تباہ کرنے کا منصوبہ بنانے کی بھی اہلیت رکھتا ہے۔ اور میں اس دماغ کو دیکھنا پسند کروں گا جیکسن۔ یہ ہے ہمارے محکمے کی دلچسپی۔"

ہولی، جیکسن اور فرنیبر کے جانے کے بعد کمرے میں کرنل، ڈیزائری اور کریور رہ گئے۔

"ڈیڈی آپ بجلی گھر میں کس کو جانتے ہیں؟" ڈیزائری نے پوچھا۔

"نیجر کو۔ کیوں؟" کرنل نے کہا۔

"کیا یہ سوچنا درست نہیں ہوگا کہ وہ لوگ اس شہر کے رہنے والے نہیں ہیں؟"

"میں نے یہی نتیجہ اخذ کیا ہے۔"

"کیا یہ سوچنا درست نہیں ہوگا کہ انہیں اس ہنگامے کی تیاری میں کافی عرصہ لگا ہوگا اور یہ کام دو چار روز میں نہیں ہوا ہوگا۔؟"

"بے شک۔"

"کیا ان لوگوں کو یا اس شخص کو اس کام میں بجلی کی ضرورت نہیں پڑی ہوگی؟"

"ضرور پڑی ہوگی ۔ بغیر بجلی کے یہ سب کچھ کرنا ناممکن ہے ۔" کرنل نے جواب دیا۔

"تو پھر کیوں نہ ہم ایسے لوگوں سے ملاقات کریں جو ہمارے شہر میں نئے نئے آئے ہوں ۔ اور جنہوں نے نئی بجلی کے کنکشن لیئے ہوں ۔"

"ٹھیک ہے ۔ ہم اپنی تلاش کا آغاز اسی طرح کریں گے ۔" کریور نے پہلی مرتبہ گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔

انہوں نے بجلی گھر کا رجسٹر دیکھا ۔ انکے مطلوبہ مکان صرف دو تھے انمیں سے ایک بیوی بچّوں والا آدمی تھا جو شہر کے اندرونی علاقے سے مکان چھوڑ کر شہر کے باہر مغربی علاقے میں چلا گیا تھا ۔ دوسرے دو میاں بیوی تھے ۔ وہ شہر سے باہر پانچ میل دور ایک زراعتی فارم پر رہتے تھے انہوں نے وہ مکان کرائے پر لیا تھا ۔

کریور نے گاڑی ایک دو منزلہ مکان کے سامنے روک دی ۔ مکان کی کھڑکیاں اور دروازے کھلے ہوئے تھے باہر ہی سے وہ مکان خالی نظر آرہا تھا ۔ اس مکان کے پیچھے ایک بڑا سا میدان تھا ۔

"کیا خیال ہے تمہارا ۔ ؟" کریور نے ڈیزائری سے پوچھا ۔

"خالی نظر آتا ہے ۔" ڈیزائری نے کہا ۔ " اگر کوئی ہوا تو ہم کہدیں گے کہ ہم مسافر ہیں اور راستہ بھول گئے ہیں ۔"

"مسافر ! بغیر سامان کے ۔ ؟"

"ہاں ۔ ہم لوگ کچھ ایسے ہی ہیں ۔"

وہ دونوں مکان کے اندر گھس گئے ۔ پورا مکان خالی تھا ۔ پھر انہوں نے باہر نکلکر زمین کا معائنہ کیا ۔ زمین پر ٹائر کے نشانات تھے ۔

"ٹرک کے ٹائر کے نشانات ـ تازہ معلوم ہوتے ہیں ـ" کریور نے کہا۔

"کیا ہم آگے بڑھکر دیکھیں۔" ڈیزائری نے پوچھا۔

"کیا حرج ہے ـ اگر کوئی ہمیں گولی مارنا ہی چاہتا تو ابتک مار چکا ہوتا ـ"

"بہت خوب ـ" ڈیزائری نے کہا۔ "ذرا اپنے دائیں طرف دیکھو ـ"

کریور نے اپنے دائیں جانب دیکھا۔ وہاں ایک آدمی دونالی بندوق تانے کھڑا تھا۔ انہیں اپنی جانب متوجہ پاکر اس نے کہا۔

"شاید آپ لوگ یہاں یورانیم تلاش کر رہے ہیں؟" دونالی بندوق والے آدمی نے طنزیہ لہجے میں کہا ـ

"نہیں ـ ہم لوگ یہاں ان سے ملنے آئے تھے جو اس مکان میں رہتے تھے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ چلے گئے۔" ڈیزائری نے جواب دیا۔

"اگر میں یہ کہوں کہ یہ مکان میرا ہے ـ" بندوق والے آدمی نے کہا۔

"ہم آپ پر یقین کرلیں گے اور پھر آپ سے ان لوگوں کے بارے میں دریافت کرینگے جنہیں آپ نے یہ مکان کرائے پر دیا تھا۔"

"ان کا نام مسٹر آدم اور مسز آدم تھا۔"

"وہ لوگ کب گئے یہاں سے؟"

"پچھلی رات ـ میرا نام ہنکن ہے ـ یہ مکان اور یہ ساری زمین میری ہے میں نے یہاں نارنگیوں کا باغ لگا رکھا ہے ـ مکان میں کرائے پر دیدیتا ہوں ـ"

"سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ لوگ اچانک کیوں چلے گئے ـ" کریور نے کہا۔ "یہاں تو بمباری نہیں ہوئی ـ یہ علاقہ تو شہر سے باہر ہے ـ"

"میں کیا کہہ سکتا ہوں۔"

"ٹھہریئے مسٹر ہنکن۔ میں آپ کو بتلاتا ہوں کہ ہم لوگ کون ہیں اور کیوں آپ سے یہ سوالات کر رہے ہیں۔؟" کریور نے کہا۔

"ضرور۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں تمہاری بات پر یقین بھی کر لوں گا۔"

پھر کریور نے مختصراً اس آدمی کو اپنے بارے میں بتلایا اور اپنی تلاش کا مقصد بھی بتلایا۔ وہ آدمی غور سے کریور کی کہانی سنتا رہا لیکن اس کی بندوق کا رخ اب بھی کریور کے سینے کی طرف تھا۔

"تم مجھے یہ بتا رہے ہو" مکان مالک نے کہا۔ "کہ وہ جہاز یہاں سے بھیجے گئے تھے اور تم لوگ امریکی سیکرٹ سروس سے تعلق رکھتے ہو۔ تم مجھے یہ بتلا رہے ہو کہ ٹی وی پر جو سیکرٹ سروس کے پروگرام آتے ہیں وہ حقیقی ہوتے ہیں۔ خیر مجھے اس سے کیا۔ میری طرف سے تمہیں مکمل آزادی ہے۔ تم لوگ اس جگہ کا اچھی طرح معائنہ کر سکتے ہو۔ لیکن میں ایک بات جانتا ہوں۔ اگر تم لوگ وہی ہوتے جو تم کہہ رہے ہو تو میرے ہاتھ میں بندوق کبھی کی نکل چکی ہوتی۔ ٹی وی پر تو ایسا ہی دکھایا جاتا ہے۔"

"آپ نے ٹھیک کہا مسٹر ہنکن۔" ڈیزائری نے کہا اور پھر وہ پھرتی سے زمین پر بیٹھ کر قلابازی کھاتی ہوتی مسٹر ہنکن کے پاس پہنچی۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے بندوق کی نالی پکڑی۔ نالی کا رخ اوپر کی طرف کر کے مسٹر ہنکن کو اپنی طرف کھینچا۔ جیسے ہی مسٹر ہنکن آگے کی طرف جھکے ڈیزائری نے اپنی دونوں ٹانگیں اسکے سینے پر لگا کر پوری قوت سے پیچھے دھکا دیا۔

مسٹر ہنکین کے ہاتھ سے بندوق چھوٹ گئی اور وہ لڑکھڑاتا ہوا پیچھے کی طرف گرنے لگا۔ کریور نے آگے بڑھکر اسے تھام لیا۔ ڈیزائری سیدھی کھڑی کپڑے جھاڑ رہی تھی۔ اور بندوق کی نالی کا رُخ مسٹر ہنکین کی طرف تھا۔

"میرے خدا۔ بالکل ٹی وی کی طرح۔" مسٹر ہنکین نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

ڈیزائری اور کریور نے پھر مکمل طور پر اس مکان کا معائنہ کیا۔ مکان کے پیچھے انہیں بے شمار سگریٹ کے جلے ہوئے ٹکڑوں۔ چیونگم کے پیکٹ۔ ماچس کی تیلیاں وغیرہ نظر آئیں۔

مکان کا اچھی طرح معائنہ کرنے کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ وہ جہاز وہیں سے بھیجے گئے تھے۔ ٹرک پر کافی لوگوں کو وہاں لایا گیا تھا تاکہ وہ رات کو دھوئیں کے بم گراتے جانے کے بعد آسانی سے شہر کو لوٹ سکیں۔

"مسٹر ہنکین۔ کل یہاں کوئی ٹرک تھا؟ ایک بہت بڑا ٹرک؟"

"ہاں۔ کل شام کو چار بجے آئے تھے اور رات کو تقریباً نو بجے چلے گئے تھے۔ انمیں ایک تو بہت بڑی وین تھی جو چاروں طرف سے بند تھی۔" ہنکن نے جواب دیا۔

ڈیزائری نے کریور کو دیکھا۔

"کل شام چار بجے۔" ڈیزائری نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ "اسٹیڈیم پر حملہ ساڑھے چار بجے ہوا تھا اور پھر رات کو حملہ ساڑھے آٹھ بجے ہوا تھا۔ اسکے بعد وہ لوگ وین لیکر شہر گئے ہونگے۔ اسمیں نجانے کتنے آدمی ہوں۔ پچاس یا سو۔ یا شاید اس سے بھی زیادہ۔ انہوں نے کتنی آسانی سے رات کی ہڑبونگ میں شہر کو لوٹا ہوگا کریور۔"

"مس — کیا آپ یہ کہنا چاہتی ہیں کہ میں نے اپنا مکان ان لوگوں کو کرائے پر دیا تھا — ؟"

"ہاں مسٹر ہنکین — بالکل ٹی وی کی طرح —"

تین روز تک واشنگٹن سے آئے ہوئے ماہرین کی پوری ٹیم اس مکان کے چپّے چپّے کا معائنہ کرتی رہی — انہوں نے قریب کے تمام مکانوں کے رہنے والوں سے گھنٹوں سوالات کئے — لیکن مسٹر اور مسز آدم کے بارے میں کوئی کام کی بات معلوم نہ ہو سکی —

سیکرٹ سروس کے چیف ہولی نے جیکسن اور فرنیٹر کو اسی شہر میں رک کر پولیس کا ہاتھ بٹانے کی حکم دیا اور پھر ڈیزائری اور کریور کو واشنگٹن آنیکی ہدایت کی اور خود واشنگٹن کیطرف پرواز کر گیا —

ڈیزائری اور کریور صبح ہی کار میں واشنگٹن کی طرف چل پڑے — رات کے وقت وہ دنیا کے سب سے بڑے جوئے خانے لاس ویگاس میں پہنچ گئے — انہوں نے وہ رات لاس ویگاس ہی میں گزارنے کا فیصلہ کیا اور ایک ہوٹل میں ٹھہر گئے — رات کا کھانا کھانیکے بعد وہ شہر میں تفریح کے لئے نکل گئے — انہوں نے کئی کلبوں میں ساتھ رقص کیا اور برف کی طرح سرد شیمپین پی — ڈیزائری نے صرف کوکا کولا پینے پر اکتفا کیا — پھر انہوں نے ایک کیبرے دیکھا اور اپنے ہوٹل میں واپس آ گئے — کریور نے

ہوٹل میں دو کمرے لئے تھے۔ جب ڈیزائری اپنے کمرے میں جانے لگی تو کریور نے کہا۔

"اوہ ڈیزائری۔ میں ایک بات تو بتانا بھول ہی گیا۔ تم آج قیامت نظر آ رہی ہو۔"

"خوب۔" ڈیزائری نے آہستہ سے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ "بہت دیر میں یاد آیا۔ لیکن شاید تمہیں یہ نہیں معلوم کہ میں آج کسقدر خطرناک موڈ میں ہوں۔"

کریور نہ سمجھنے والی نظروں سے ڈیزائری کو دیکھنے لگا۔ ڈیزائری ہنستی ہوئی دو قدم پیچھے ہٹی اور کریور کو اپنے نئے سینڈل دکھانے لگی۔ کریور نے پھر بھی نہیں سمجھا تب ڈیزائری نے سینڈل کے اندر ایک بٹن کو دبایا۔ فوراً ھی ایک باریک سا خنجر سینڈل سے باہر نکل آیا۔ ڈیزائری نے پھر سینڈل کے اندر کوئی حرکت کی اور خنجر دوبارہ سینڈل کے اندر چھپ گیا۔

"یہ سینڈل چیف نے مجھے ٹریننگ کے بعد دیا ہے۔ میں نے انہیں آج سے پہلے کبھی نہیں پہنا تھا۔ آج میں ضبط نہ کر سکی۔ انہیں پہن کر میں خود کو کچھ پراسرار اور کچھ خطرناک محسوس کر رہی ہوں۔"

کریور کے چہرے کا رنگ اچانک بدل گیا۔ اس کا خوشگوار اور رومانٹک موڈ اچانک ہی تبدیل ہو گیا۔ اس نے خشک لہجے میں ڈیزائری سے کہا۔

"ہم لوگ کسی مہم پر نہیں ہیں ڈیزائری۔ خیر چھوڑو۔ صبح کس وقت چلنا ہے؟"

ڈیزائری چند لمحے اُسے حیران حیران نظروں سے دیکھتی رہی۔ پھر اُس نے سنجیدہ لہجے میں کہا

"جس وقت تم کہو۔"

صبح آٹھ بجے۔"

"ٹھیک ہے۔"

کریور ایک جھٹکے سے اپنے کمرے کی طرف مڑگیا۔ ڈیزائری اسے دیکھتی رہی جب کریور نے اپنا دروازہ بند کرلیا تو ڈیزائری نے سر جھٹک کر اپنا پرس کھولا۔ اسے سگریٹ کی طلب ہورہی تھی۔ سگریٹ کا پیکٹ خالی تھا۔ ڈیزائری ہوٹل سے باہر آئی اور اس نے ایک کیبن سے سگریٹ خریدی۔ جب واپس جارہی تھی تو اچانک اسکی نظر اندر کھڑے ہوئے پروفیسر میوگو پر پڑی۔ ڈیزائری چلتے چلتے رک گئی اور غور سے پروفیسر میوگو کو دیکھنے لگی۔

آخر پروفیسر کا یہاں کیا کام؟ ڈیزائری نے سوچا۔ پروفیسر تو آجکل تعطیلات پر ہے اور وہ اپنی تعطیلات جھیل کے کنارے گزار رہا ہے۔ یہ لاس ویگاس میں کہاں سے آگیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ڈیزائری کی نظروں کا پروفیسر پر مقناطیس جیسا اثر ہوا ہو۔ وہ آہستہ آہستہ مڑا اور ڈیزائری کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنے لگا۔ اس کا چہرہ سپاٹ تھا لیکن ڈیزائری کو پہچاننے کے بعد اس کی آنکھیں کسی خطرناک ارادے کے تحت چمکنے لگیں۔

ڈیزائری جلدی سے آگے بڑھ گئی۔ پھر ایک خیال بجلی کی طرح اسکے ذہن میں آیا۔ اس کے قدم اٹھتے اٹھتے رک گئے۔ وہ پیچھے مڑکر دیکھنے لگی۔ اُسے اُمید تھی کہ پروفیسر اس کا تعاقب کررہا ہوگا۔ لیکن اس کا خیال غلط ثابت ہوا۔ وہ راستے سے ہٹ کر اندھیرے میں کھڑی ہوگئی۔ وہ کوئی فیصلہ نہیں کرپارہی تھی۔ پہلی نظر میں اسے اپنا خیال احمقانہ نظر آیا۔ لیکن آخر اس خیال کو آزمالینے میں کیا حرج ہے؟

ڈیزائری نے سوچا۔ یا تو میرے اس خیال کی تصدیق ہو جائے گی یا تردید۔ اب اسکے سامنے ایک اور مسئلہ تھا۔ کیا وہ یہ کام تنہا انجام دے یا کریور کو بلا لے؟ ابھی وہ اسی شش و پنج میں مبتلا تھی کہ اُس نے پروفیسر میوگوکو کا سینو سے باہر نکلتے ہوئے دیکھا۔ وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا اپنی کار میں بیٹھ گیا۔

اب ڈیزائری کے پاس سوچنے کے لئے وقت نہیں تھا۔ اس نے پاگلوں کی طرح قریب سے گزرتی ہوئی ایک ٹیکسی کو ہاتھ ہلا کر روکا اور اسے پروفیسر کی سیاہ سیڈان کا تعاقب کرنیکا حکم دیا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے اعتراض کیئے بغیر اپنی ٹیکسی سیڈان کے پیچھے لگادی۔

پروفیسر کی گاڑی ہائی وے پر جا رہی تھی۔ اس کی رفتار بہت تیز تھی۔ پھر اچانک وہ ہائی وے سے ایک کچے راستے پر مڑ گئی۔

"ڈرائیور گاڑی روک دو۔" ڈیزائری نے کہا۔ وہ ٹیکسی کو کچے راستے پر نہیں لیجانا چاہتی تھی۔ کیونکہ کچے راستے پر ٹریفک ہونے کے برابر تھا۔ اور اس طرح پروفیسر کو اس کے تعاقب کا فوراً علم ہو جاتا۔ ڈیزائری نے میٹر دیکھا اور پرس کھولا۔ اسکے پرس میں ریزگاری کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔

"ڈرائیور۔ تم فوراً میرے ہوٹل جاؤ۔" ڈیزائری نے اُسے اپنے ہوٹل کا پتا بتاتے ہوئے کہا۔ "وہاں کمرہ نمبر چودہ میں جاکر کریور سے اپنے میٹر کے پیسے لے لینا۔ نام یاد رکھنا کریور۔"

اس سے پہلے کہ ٹیکسی ڈرائیور کچھ کہتا۔ ڈیزائری دوڑتی ہوئی کچے راستے پر گھس گئی۔ ایک فرلانگ کے فاصلے پر اُسے ایک کھُلا گیراج نظر آیا۔ جہاں پرانے

ٹرک فروخت کے لئے کھڑے تھے۔

ڈیزائری خاموشی سے ٹرکوں کے درمیان داخل ہو گئی۔ وہ احتیاط سے سن گن لیتی ہوئی آگے بڑھتی رہی۔ اُسے ایک چھوٹا سا مکان نظر آیا جس کی کھُلی ہوئی کھڑکی سے روشنی باہر آ رہی تھی۔ ڈیزائری پنجوں کے بل چلتی ہوئی کھڑکی کے نیچے پہنچی پھر اس نے بیحد احتیاط سے کھڑکی کے اندر جھانکا۔ اندر ایک ٹھگنے قد کا موٹا سا آدمی رجسٹر کھولے کچھ لکھنے میں مصروف تھا۔ اسکے قریب ہی ایک موٹی سی عورت خرّاٹے لے کر سو رہی تھی۔ ڈیزائری دونوں کو دیکھتے ہی پہچان گئی۔ یہی تھے وہ مسٹر اینڈ مسز آدم جنکا حلیہ اسے ہنکن سے معلوم ہوا تھا۔

آخر وہ بڑی سیاہ وین کہاں ہے؟ ڈیزائری نے سوچا اور پروفیسر میوگو کہاں گیا۔ شاید دوسرے کمرے میں ہو۔

ڈیزائری یہ سوچ کر آگے بڑھی، جیسے ہی وہ مکان کے دوسری جانب پہنچی تو اسکی چیخ نکل گئی۔ مڑتے ہی ایک قوی الجثّہ سایہ اس پر چیل کی طرح جھپٹا۔ اور ایک بڑا سا فولادی ہاتھ اسکے منہ پر جم گیا۔ ڈیزائری کی چیخ اسکے حلق میں گھُٹ کر رہ گئی اس نے خود کو چھڑانے کے لئے ہاتھ پیر مارے لیکن پیٹ میں ایک زبردست گھونسے نے اسکی ساری مدافعت ختم کر دی۔ ڈیزائری کی آنکھوں کے سامنے نیلے پیلے تارے ناچنے لگے وہ زمین پر گر پڑی۔ جب ذرا اندھیرا اس کی آنکھوں کے سامنے سے کم ہوا تو کسی نے کہا۔

"اتنا کافی ہے مس ڈیزائری۔"

ڈیزائری فوراً وہ آواز پہچان گئی۔ وہ پروفیسر میوگو تھا اور اسکے ساتھ ایک

قوی الجثہ آدمی بھی کھڑا تھا۔ انہوں نے ڈیزائری کا جواب سننے کی زحمت نہیں کی۔ دونوں نے ڈیزائری کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور کچھ فاصلے پر کھڑی ہوئی ایک بہت بڑی سیاہ وین کے اندر پھینک دیا۔ ڈیزائری کا سر کسی چیز سے زور سے ٹکرایا اور وہ بیہوش ہوگئی۔ جب اُسے ہوش آیا تو اُس نے خود کو بندھا ہوا پایا۔ پروفیسر نے اس کے دونوں ہاتھ کرسمیت رسی سے باندھ دیئے تھے۔ کسی نے اندھیرے میں سہارا دیکر بٹھا دیا۔

"تم بہت بیوقوف ہو ڈیزائری۔" اُسے پروفیسر کی آواز سُنائی دی۔ "یہ میرے لیئے اچھا ہے۔ اگر تم میرا تعاقب کرتیں تو شاید مجھے اپنا پلان ملتوی کرنا پڑ جاتا۔ اب تم میرے قبضے میں ہو اسلیئے میں اب بے فکری سے اپنے منصوبے پر عمل کر سکتا ہوں۔"

"لاس ویگاس کو لوٹنے کا منصوبہ پروفیسر؟" ڈیزائری نے پوچھا۔

"ہاں۔" پروفیسر نے ہنستے ہوئے کہا۔ "اور اسکے لیئے میں تمہارا شکر گزار ہوں کیونکہ تم نے کہا تھا کہ آخر ہمارے شہر پر بمباری کیوں ہوئی اسکے لیئے لاس ویگاس سے زیادہ عمدہ جگہ نہیں مل سکتی تھی۔ اس وقت تک میرے ذہن میں لاس ویگاس کا خیال بھی نہیں آیا تھا۔ واقعی یہ شہر تو امریکہ کا بینک ہے۔ جتنی دولت یہاں میزوں پر پڑی ہوتی ہے اتنی دولت تو بینکوں میں بھی نہیں ہوتی۔"

ڈیزائری کی کوشش تھی کہ وہ پروفیسر کو باتوں میں لگائے رکھے۔ اسے کر یو کی آمد کی توقع تھی۔ ظاہر ہے ٹیکسی ڈرائیور جب ہوٹل میں کرایہ مانگنے گیا ہوگا تو کریو اس سے ضرور پوچھے گا کہ اس نے مسافر کو کہاں چھوڑا تھا۔ اور وہ ضرور اس کی طرف سے فکرمند ہو کر ٹیکسی ڈرائیور سے کہے گا کہ وہ اسے اسی جگہ لے چلے جہاں اس نے ڈیزائری کو چھوڑا تھا۔

"میری سمجھ میں ایک بات نہیں آئی پروفیسر۔" ڈیزائری نے کہا۔ "آخر آپ نے پہلی ہی مرتبہ میں لاس ویگاس یا کسی بڑے شہر کو کیوں منتخب نہیں کیا۔"

"تم واقعی بے وقوف ہو ننھی بچّی۔" پروفیسر نے جواب دیا۔ "چھوٹے شہر فوراً خالی ہو جاتے ہیں جبکہ بڑے شہر خالی نہیں ہوتے۔ وہاں پھر بھی بہت سے لوگ نہیں بھاگتے۔ لاس ویگاس بھی خالی ہو جائے گا۔ کیونکہ یہ بھی ایک چھوٹا شہر ہے۔"

"لیکن پروفیسر صاحب آپ کو مجرمانہ ذرائع اختیار کرنے کی کیا ضرورت تھی میرا مطلب ہے کہ ایک یونیورسٹی کے پروفیسر ہوتے ہوئے.....؟"

"ہاں ایک پروفیسر۔ ہوا بازی کا ماہر۔ بے شک۔ لیکن دنیا والے اسے کیا دیتے ہیں؟ عزت اور شہرت۔ عزت اور شہرت کو آدمی کیا کر سکتا ہے؟ اس سے پیٹ تو نہیں بھرتا۔ پھر کیا پروفیسروں کے دلوں میں دولت کی خواہش نہیں ہوتی۔"

"بیشک۔ بیشک۔" ڈیزائری نے جلدی سے کہا۔ شاید اب کریو ر راستے میں ہوگا۔ چند منٹ بعد وہ ٹیکسی سے اس جگہ اتر جائے گا جہاں اس نے ٹیکسی چھوڑی تھی۔ ڈیزائری نے سوچا۔

"یہ میں تسلیم کرتی ہوں پروفیسر کہ آپ اپنے سبجیکٹ میں اتھارٹی ہیں لیکن ..."

"آج کل دولت صرف ذہین آدمی ہی کما سکتے ہیں۔" پروفیسر نے کہا "اور ہر عقلمند آدمی کو اس بات کا حق پہنچتا ہے کہ وہ بے وقوفوں کی کھال اتار لے۔ میرا ارادہ ہے کہ میں لاس ویگاس کا صفایا کرنے کے بعد کیوبا چلا جاؤں۔ فیڈل کاسٹرو مجھے ہاتھوں ہاتھ لے گا۔ وہ ایسے آدمیوں کی قدر کرنا خوب جانتا ہے جنکے پاس دولت

بھی ہو اور ہنر بھی۔ میں اسے بتاؤں گا کہ وہ کس طرح گھر بیٹھے امریکہ کے بیشتر شہروں پر بمباری کر سکتا ہے۔ ایسے جہازوں کی مدد سے جو بم گرا کر خود بھی فضا میں تباہ ہو جائیں"

"میرے خدا۔ پروفیسر۔" ڈیزائری کا اوپر کا سانس اوپر رہ گیا اور نیچے کا نیچے۔ "تو یہ ہے تمہارا پلان۔؟"

"ہاں" پروفیسر کھڑا ہو گیا۔ "کل رات میں ہوانا میں ہوں گا۔ فاتح ہونے کے لئے اس زمانے میں کسی فوج کی ضرورت نہیں ہوتی۔ چند عمدہ کارکن اگر ہوں جو وفادار بھی ہوں تو کوئی بھی ذہین آدمی پوری دنیا فتح کر سکتا ہے۔"

پروفیسر دروازہ کھول کر دین سے باہر نکل گیا۔ ڈیزائری کو باہر ایک مسلّح پہریدار نظر آیا۔

"میں ایک گھنٹے بعد تمہاری جگہ لینے کے لئے جارج کو بھیج دوں گا۔" پروفیسر نے پہریدار سے کہا اور دروازہ بند کر دیا۔ پھر اس نے خودکار تالے کے بند ہونے کی آواز سُنی۔

دروازہ بند ہوتے ہی ڈیزائری فوراً حرکت میں آگئی۔ پروفیسر نے جس طرح کھلکر اس سے باتیں کی تھیں اس سے اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ پروفیسر اسے زندہ نہیں چھوڑیگا یا ایسا اِنتظام ضرور کرے گا کہ وہ اس وقت تک آزاد نہ ہو سکے جب تک وہ خود کیوبا نہ پہنچ جائے۔ ڈیزائری نے جھٹکے مار کر اپنے سیدھے پیر کا سینڈل اُتار دیا۔ پھر وہ فرش پر لیٹ گئی اور چاروں طرف گھوم گھوم کر سینڈل تلاش کرنے لگی۔ آخر سینڈل اسکے ہاتھ آگئی۔ اس کے دونوں ہاتھ بندھے ہوئے تھے پھر بھی ڈیزائری نے اُنگلی سے ٹٹول کر سینڈل کے اندر چُھپا ہوا بٹن دبایا۔ فوراً ایک باریک خنجر سینڈل سے باہر نکل آیا۔ ڈیزائری

نے احتیاط سے اس خنجر کو استعمال کرتے ہوئے رسی کاٹ دی۔

چند لمحوں بعد وہ آزاد تھی۔ پھر اس نے دوسرا سینڈل نکالا۔ اُسکے اندر پوشیدہ بٹن دبانے سے سینڈل کی ایڑی صندوق کے ڈھکن کی طرح کھل گئی۔ ایڑی کے اندر سے ڈیزائری نے طاقتور ڈائنامائٹ اور فیوز نکالا۔ دس منٹ تک ڈیزائری دروازے کے ساتھ کاریگری میں مصروف رہی پھر وہ دوڑ کر دروازے کے پاس سے ہٹ گئی۔ چند لمحوں بعد ایک دھماکہ کے ساتھ دین کا بھاری بھرکم دروازہ اکھڑ کر باہر جاگرا۔ ڈیزائری کو باہر کھڑے ہوئے پہریدار کی چیخ کی آواز سنائی دی۔ وہ غالباً دین کے بھاری بھرکم دروازے کے نیچے دب گیا تھا۔ ڈیزائری دوڑتی ہوئی دین کے دروازے تک آئی اور پھر اس نے کرتبی انداز میں ایک لمبی اور بلند چھلانگ لگائی۔ جمناسٹک کی ٹریننگ کی وجہ سے وہ لڑھکتی ہوئی زمین پر گری۔ چند خراشوں کے علاوہ اُسے کوئی چوٹ نہیں آئی۔

ڈیزائری پھرتی سے زمین پر سے اُٹھی۔ مسلح پہریدار زمین پر بیہوش پڑا تھا۔ اس نے ریس لگائی اور پہریدار کے قریب پڑی ہوئی رائفل اٹھالی۔ ایک گولی زناٹے کے ساتھ اسکے کان میں بین بجاتی ہوئی گزر گئی۔ ڈیزائری نے فوراً اپنے باپ کی ٹریننگ پر عمل کیا۔ وہ پلٹی۔ تیزی سے گھٹنوں پر کھڑے ہوتے ہوئے اس نے گولی چلائی۔ وہ آدمی جو ڈیزائری پر ریوالور سے گولی چلاکر چھپنے کے لئے بھاگا تھا ڈیزائری کی گولی کھاکر اچھلا اور زمین پر ڈھیر ہوگیا۔

ڈیزائری زمین پر اوندھی لیٹ گئی اور کھسکتے کھسکتے ایک ٹرک کے نیچے گھس گئی۔ جب وہ ٹرک کے دوسری طرف نکلی تو اُسے اپنی طرف ایک عورت بہت تیزی سے

دوڑتی ہوئی نظر آئی۔ ڈیزائری نے رائفل کی نال پکڑ کر دستے کو بلے کی طرح گھمایا۔ رائفل کا بھاری بھرکم دستہ اس عورت کے نجانے کہاں لگا کہ وہ آواز نکالے بغیر زمین پر گر پڑی۔ اچانک ہی اس نے اپنے وائیں جانب دو ٹرک چھوڑ کر انجن اسٹارٹ ہونے کی آواز سُنی۔ ڈیزائری اور اس ٹرک کے درمیان دو ٹرک اور تھے۔ وہ کسی بھی طرح ڈرائیور کی شکل نہیں دیکھ سکتی تھی۔ اس نے رائفل کی نال ایک ٹرک کے اوپری حصے میں پھنسائی اور پھر رائفل کا دستہ پکڑ کر لٹک گئی اور جمناسٹک کی ٹریننگ سے کام لیتے ہوئے وہ اچکی۔ وہ ایک بہت بڑی سیاہ رنگ کی وین تھی۔ اسے پروفیسر ہوگو ڈرائیو کر رہا تھا۔ اس نے اپنی وین بیک کر کے ٹرکوں کے ہجوم سے نکالی۔ اچانک ڈیزائری نے مکان کی جانب سے اس موٹے آدمی کو دوڑتے ہوئے دیکھا جو رجسٹر میں اندراج کر رہا تھا۔ وہ سیاہ وین کی طرف آ رہا تھا۔ ڈیزائری نے گولی چلنے کی آواز سُنی اور وہ دوڑتا ہوا آدمی زمین پر گر گیا۔ ڈیزائری سمجھ گئی کہ پروفیسر فرار ہو رہا ہے اور فرار ہوتے وقت اپنے آدمیوں کو ختم کر رہا ہے۔ وہ غالباً بارود کے دھماکے سے خوف زدہ ہو گیا تھا اس نے شاید یہ سوچا ہو کہ پولیس نے حملہ کر دیا ہے۔ ڈیزائری نے جلدی سے پروفیسر کے فرار ہونے کی راہ کو دیکھا۔ راستے میں بہت سے ٹرک بے ترتیبی سے کھڑے تھے اس لئے پروفیسر کو کچی راہ پر آنے کیلئے کافی لمبا چکر لگانا پڑتا۔ ڈیزائری نے فوراً زمین پر چھلانگ لگائی۔ پھر وہ بے تحاشہ دوڑتی ہوئی پروفیسر کی گاڑی سے پہلے ہی وہاں پہنچ گئی جہاں سے پروفیسر کو گاڑی نکالنی تھی۔ پھر وہ پھرتی سے ایک ٹرک پر چڑھ کر پروفیسر کی وین کا انتظار کرنے لگی اس نے پیروں سے سینڈل نکال لیتے تھے۔ جیسے ہی پروفیسر کی وین ٹرک کے قریب سے نکلی وہ بلی کی طرح رائفل سمیت پروفیسر کی وین پر کود گئی۔ پروفیسر نے گاڑی کچے راستے پر ڈال دی تھی۔ ڈیزائری نے پھرتی سے اپنی اسکرٹ اتاری اور پیٹ کے

بل وین پر لیٹ کر اپنی اسکرٹ پر وفیسر کے سامنے ونڈ اسکرین پر ڈال دی۔ جیسی کہ اسکو توقع تھی وہی ہوا۔

وین خطرناک طور پر کئی مرتبہ سڑک پر لہرائی اور پھر ایک گڑھے میں پھنس کر رک گئی جھٹکا لگنے سے ڈیزائری وین کی چھت سے پھسلتی ہوئی ونڈ اسکرین پر سے ہوتی ہوئی گاڑی کے انجن پر آگری۔ اس نے فوراً انجن پر سے چھلانگ لگائی۔ اسے کھڑکی سے باہر پروفیسر کی کھوپڑی نظر آئی جو منہ اوپر کئے ونڈ سکرین پر کپڑا پھینکنے والے کو دیکھنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔ اسکے ہاتھ میں ریوالور تھا۔ ڈیزائری نے پوری قوت سے رائفل کا دستہ گھما کر پروفیسر کی کھوپڑی پر مارا۔ پروفیسر ایک بھیانک چیخ مار کر بیہوش ہوگیا۔ ریوالور اسکے بے جان ہاتھوں سے چھوٹ کر فرش پر گر پڑا تھا۔
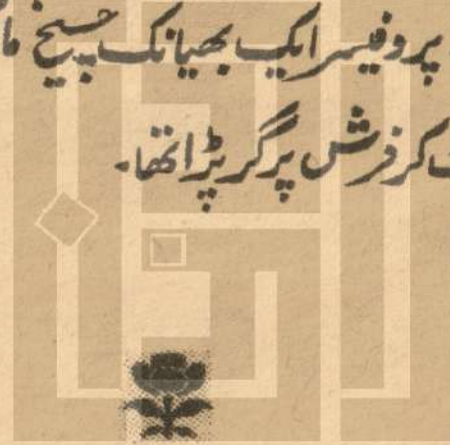
کپڑے دوبارہ پہننے کے بعد ڈیزائری نے پروفیسر کو اسٹیرنگ وھیل کے پیچھے سے دھکیلا اور خود اسٹیرنگ وھیل کے پیچھے بیٹھ گئی۔ اسکے سامنے ایک عجیب و غریب ڈیش بورڈ تھا جس میں بیشمار بٹن اور ڈائل لگے ہوئے تھے۔ ڈیزائری کو ان بٹنوں پر تجربات کرنے میں دس منٹ لگ گئے لیکن وہ آخرکار وین اسٹارٹ کرنے میں کامیاب ہوگئی۔ جب وہ وین چلاتی ہوئی اپنے ہوٹل پہنچی تو اسے دروازے پر ایک مجمع نظر آیا۔ کریور نے جیسے ہی ڈیزائری کو وین میں بیٹھے دیکھا۔ وہ اسکی طرف لپکا۔

"میرے خدا ڈیزائری۔"

"تم اب تک یہیں ہو؟" ڈیزائری نے چلاتے ہوئے کہا۔ "دیکھو اندر کون ہے؟"

پھر وہ دونوں دوڑتے ہوئے وین کے پیچھے گئے اور جب انہوں نے دروازہ کھولا تو کریور کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اندر کئی ماڈل طیارے تھے۔ ویسے ہی طیارے جنہوں نے کئی روز پہلے بمباری کر کے پورے شہر کو خالی کر دیا تھا۔ انکے ساتھ انکے اسٹینڈ بھی تھے۔ اندر پورا ایک کارخانہ نظر آتا تھا۔ اسکے علاوہ وہاں دو بڑی تجوریاں بھی تھیں جو نوٹوں سے بھری ہوئی تھیں۔

"ہولی کبھی یقین نہیں کرے گا۔" کریور نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہولی کیا کوئی بھی یقین نہیں کرے گا۔" ڈیزائری نے کہا۔ "خود مجھے یقین نہیں آتا۔"

جب وہ وین سے باہر نکلے تو ایک آدمی نے ڈیزائری کا راستہ روک لیا۔ "مس اب تو میرا کرایہ مل جائیگا نا۔" ٹیکسی ڈرائیور نے بڑی مسکینیت سے کہا۔

ڈیزائری نے حیرت سے ٹیکسی ڈرائیور کو دیکھا اور پھر کریور کو۔

"تو وہ تم تھیں۔" کریور نے حیرت سے کہا۔ "میں خوامخواہ اِس سے جھگڑ رہا تھا۔"

"تو تم یہاں اس سے جھگڑ ہی رہے تھے اور میں وہاں تمہارا انتظار کر رہی تھی کہ تم فوراً ٹیکسی ڈرائیور کی زبانی یہ اطلاع سُنکر وہاں آؤ گے۔"

"مس میرے چھ ڈالر۔" ٹیکسی ڈرائیور نے ڈیزائری کی اسکرٹ پکڑ لی۔ ڈیزائری بے تحاشہ ہنسنے لگی۔